اخبار الجماعت کراچی ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۸۰ھ

تقسیم بمفت

رجسٹرڈ نمبر ایس ۱۸۵۴ ۵ [illegible] ۱۹۶۰ء

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (القرآن)

جگت گرو

جگت مہارشی

بحث بحوالہ

شری کرشن جی۔ کلنکی پران باب ۱۲۔ رامائن اور

ہندو قدیم کتب کی پیشین گوئیاں ا

ہندو لیڈروں کی تقریریں

سنہ ۱۹۶۰ء

مرتبہ

سید سرور شاہ گیلانی

ایڈیٹر، الجماعت۔ کراچی ۳

اخبار "الجماعت" کراچی

تحریک تنظیم مساجد، تحریک اشاعت سیرۃ النبیؐ اور تبلیغ واشاعت اسلام کے سلسلہ میں اخبار "الجماعت" گزشتہ بیس سال سے خدا کے فضل سے نہایت مفید اور نتیجہ خیز خدمات انجام دے رہا ہے۔ فکرِ اسلامی کی تعمیر، اسلامی تحریکات خطباتِ جمعہ و عیدین کی وسیع اشاعت، اسلامی ماحول اور اسلامی معاشرہ کی تعمیرِ جدید کے سلسلہ میں الجماعت بہترین مقالات ملت کے سامنے پیش کرتا رہا ہے۔ الجماعت آجکل مہینہ میں ایک بار شائع ہوتا ہے۔

سالانہ چندہ چھ روپے اور ششماہی تین روپے ہے

سید آزاد سرور گیلانی۔ سرکولیشن مینجر
اخبار الجماعت کراچی ۳

تعارف

گزشتہ میلاد النبیؐ پر "رسول اللہ کے میٹھے بول" سیرت پاک پر پچاسویں کتاب شائع کر کے پاکستان کے علاوہ مشرقی پنجاب اور بھارت کے سکھوں اور ہندوؤں میں مفت تقسیم کی گئی تھی۔ جسے خدا کے فضل سے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی بیحد شوق اور محبت سے مطالعہ کیا اور پانچہزار کتابوں کے تین ایڈیشن شائع کر کے مفت تقسیم کئے گئے۔ سکھ اور ہندو اصحاب نے حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ اپنے خطوط میں جس محبت اور عقیدت کا اظہار کیا اس کے پیش نظر اب ہم تقریر سیرت "جگت گرو" شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں۔ اس میں شری کرشن جی اور ہندوؤں کی قدیم کتابوں سے بعثت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مصدقہ پیشین گوئیاں فراہم کی گئی ہیں۔ "جگت گرو" (جگت مہارشی) میں مشہور ہندو لیڈروں کی تقریریں بھی شامل ہیں۔ ہم یہ پاکیزہ کتاب پاکستان کے علاوہ مشرقی پنجاب کے سکھوں اور بھارت کے ہندوؤں میں وسیع پیمانہ پر مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ جو غیر مسلم اصحاب اس کتاب کا مطالعہ کریں وہ اپنے تاثرات سے ہمیں آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس جد و جہد کو قبول فرمائے اور ساری دنیا میں حضور کا پیغام رحمت پھیل جائے۔ آمین۔

طالب مغفرت

سید سرور شاہ گیلانی

وَاِذْ اخذ اللہ میثاق النبین لما آتیتکم من کتاب و حکمتہٖ ثم جاءکم رسول من اللہِ مصدق لما معکم۔ لتومنن بہٖ و لتنصرنہٗ (القرآن)

ترجمہ:۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے (عالم ارواح) میں تمام انبیاء کرامؑ سے اس امر کا عہد لیا کہ جب میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی نعمت سے سرفراز کیا تو پھر تمہاری طرف ایک رسولؐ مبعوث کیا جائے گا جو تمہاری تعلیم و حکمت کی تصدیق کرے گا تو تمہارا فرض ہوگا کہ اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت و حمایت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو۔"

قرآن کریم کی اس آیت میں یہ امر بوضاحت بیان کیا گیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے عالم ارواح میں ان تمام پاکیزہ مرسلوں کو جو وقتاً فوقتاً انسانی گروہوں کی رشد و ہدایت کے لئے آتے رہے۔ انسانی شکلوں میں آنے سے پیشتر اکٹھا کیا اور ان سے یہ الستی عہد لیا کہ جس وقت

ہم (اللہ تعالیٰ) اپنا رسولؐ ان کی طرف مبعوث کریں گے تو وہ تمام اس کے سامنے سرِتسلیم خم کر دیں گے۔ اور اس کے لائحہ عمل کی تکمیل میں سرگرمی سے اس کا ہاتھ بٹائیں گے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کون سا عظیم المرتبت پیغمبر ہے جس کے لئے خالق اکبر نے انبیاء کرامؑ سے یہ عہد لیا اور خود انبیاء کرام کس طرح اس میثاق سے عہدہ برآ ہوئے۔ یہ حقیقت ہے کہ جس وقت وہ رسول جن کے لئے یہ عہد و پیمان باندھا گیا تھا، اس وقت دنیا میں تشریف لائے تو متذکرہ بالا مرسلین میں ایک بھی بجسدِ عنصری دنیا میں موجود نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ناصری علیہ السلام کا بھی جو اسرائیلی پیغمبروں کی آخری کڑی تھے یحییٰ (جان بپتسمہ دینے والے) کے سوا اور کوئی ہمعصر موجود نہ تھا اور ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس رسول کے آنے سے پیشتر باقی انبیاء کرام کا وصال ہو چکا تھا لیکن قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق اس نبیوں کے دُلارے اور باغِ رسالت کے سب سے زیادہ شاداب پھول کا آنا ضروری ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے باقی پیغمبروں سے عہد لیا تھا اور اس نبی محترمؐ کا درجہ باقی انبیاء کرامؑ میں ستاروں میں چاند کی مانند ہونا چاہیئے۔ یا اس آیت شریف کے مفہوم کے مطابق بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ باقی تمام انبیاء کرام نے اپنے عہد مبارک میں بنیادیں کھودنے کا فرض انجام دیا۔ تاکہ وہ رسول کریمؐ ان بنیادوں پر ایسا قصر رفیع استوار کر سکیں جس کی ہیبت سے کفر اور باطل کے ایوانوں میں تزلزل آنے والا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہزاروں پیغمبر مبعوث ہوئے مگر اس سلسلۂ رسالت کی اس وقت تکمیل نہ ہوئی جب تک مرسلِ اعظمؐ تشریف نہ لے آئے۔ منشائے خداوندی کے مطابق جب تک باقی پیغمبر اپنے اپنے وقت میں اس الستی عہد کی تکمیل نہ کر لیتے جو انہوں نے عالم ارواح میں اپنے رب اکبر سے باندھا تھا، وہ مرسلِ اعظمؐ کیسے تشریف لا سکتے تھے۔ وہ تو اس سلسلہ کی آخری کڑی تھے۔

اس آیتِ شریفہ سے یہ بھی الم نشرح ہے کہ باقی انبیاء کرام کا مقصدِ وحید محض مرسل اعظمؐ کے لئے راستہ صاف کرنا تھا۔ اس لئے جس وقت عالم اجسام کی تشکیل ہوئی اس منشا کی تکمیل کی صرف دو ہی صورتیں تھیں۔ اوّلاً یا تو اس مرسلِ اعظم کی بعثت کے وقت باقی انبیاء کرام بجسدِ عنصری موجود ہوتے اور وہ دنیا میں ان کی رسالت کی منادی کرتے اور ان کے لائحہ عمل کی تکمیل میں ان کا ہاتھ بٹانے میں سرگرمی دکھاتے یا پھر وہ ان کی تشریف آوری سے قبل ہی اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے ہوتے، اور یہ کام آدمؑ سے عیسیٰؑ، وشنو سے کرشن، زرتشت کے ویاس سے بدھ تک سب نے سرانجام دیا ہوتا چنانچہ حقیقت بھی یہی ہے جو دوسری صورت میں بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ تاریخ عالم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام پیغمبر ایک وقت تشریف نہیں لائے اور اس بات میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ وہ نبی کریمؐ اس وقت ہی تشریف لا سکتے تھے جب باقی مرسل اپنے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو چکتے۔

عظیمُ الشان نبیؐ

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ انبیاء کرامؑ نے کس طرح اپنے اپنے وعدے کو پورا کیا۔ اللہ تعالےٰ نے ان میں سے ہر ایک کو کتاب اور حکمت سے سرفراز فرمایا۔ اور انہوں نے اپنے اپنے محدود حلقہ میں حقانیت کا غلغلہ بلند کیا۔ ایک ہی وقت خدا کی وسیع و عریض دنیا میں متعدد دینی حق صداقت کا جھنڈا بلند کئے تھے۔ لیکن جس وقت یہ اپنا کام ختم کر کے اس دار فانی سے کوچ فرما جاتے تو دنیا پھر گمراہی اور جہالت کے تاریک گڑھوں میں گر جاتی۔ انتہائی مساعی کے باوصف بھی ان میں سے کوئی بھی بیک وقت سو سے زیادہ حق پرست انسان اپنے جھنڈے تلے جمع نہ کر سکا۔ حضرت نوح علیہ السلام ۹۵۰ سال وحدانیت کا درس دیتے رہے لیکن ان کی

آواز ہمیشہ صدا بہ صحرا ثابت ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ چند ایک سعید روحیں ان کی دعوت پر لبیک کہہ سکیں۔ باقی نبیوں کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بمشکل بارہ شاگرد اکٹھے کر سکے۔ (بائیبل میں "شاگرد" کا لفظ غلطی سے عوام الناس کیلئے استعمال ہوا ہے۔)

یہ تو وہ لوگ تھے جو پتھر اٹھا اٹھا کر اس پیغمبر پر پھینکتے تھے (سینٹ جان ۳۱-۸-۵۹)

ان بارہ شاگردوں میں سے ایک شیطان سیرت یہودا اسقر ایوطی بھی تھا جس نے چند حقیر روپہلی ٹکلیوں کے عوض اپنے استاد کو دشمنوں کے ہاتھ بیچ دیا تھا اور باقی گیارہ بھی جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا گیا ہے بزدلی اور بے ہمتی سے اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان لوگوں میں مذہب کی روح، جو کڑی سے کڑی مصیبت کے وقت بھی بے خطر رہتی ہے، مفقود تھی۔ ان حقائق سے ہم صرف یہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کتاب اور حکمت کے سرچشمے خشک پڑے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے جس کی بصیرت سے مستقبل کا کوئی گوشہ مخفی نہیں، اسی بنا پر ایک عظیم الشان پیغمبرؐ کی بعثت کی بشارت دی تھی جس کے آنے سے صداقت اور مذہب کی روشنی سے دنیا کا کونہ کونہ جگمگا اٹھے گا، اور اسی پیغمبر کے کام کی تکمیل کے لئے باقی انبیاء کرام نے وعدے بھی کئے تھے اور جن کی تکمیل کے لئے باقی انبیاء کرام نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

ویدوں کی پیشگوئیاں

پیغمبروں نے آنے والے "رسولؐ" کے متعلق جو تحریریں چھوڑی ہیں وہ بے شمار ہیں۔ مذہبی کتب میں پیشگوئیوں کے ضمن میں آپ کو ان کا ذکر خیر ملے گا۔

بائیبل میں اس عظیم الشان پیغمبر کے متعلق متعدد پیشگوئیاں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی توراۃ، داؤد علیہ السلام کی زبور، العیاہ کی کتاب اور سلیمان کے گیتوں میں آپ کو خاتم الانبیاء ؐ کے متعلق مسرت افزا پیشگوئیاں مل سکتی ہیں۔ سب نے آنے والے کے متعلق مسرت افزا پیش گوئیاں کی تھیں۔ بائبل کی پیش گوئیوں کے متعلق مجھے کوئی حیرت واستعجاب نہیں۔ کیونکہ پیغمبر آخر الزماں ؐ کے عہد میں ہی ان پیش گوئیوں کی تصدیق ہو چکی تھی۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں بھی ان پیش گوئیوں کو دیکھا جن سے پیغمبر اعظم ؐ کی بعثت کی بشارت ٹپکتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی مجھ پر قرآن حکیم کی اس عالمگیر صداقت کا انکشاف بھی ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ملک میں اپنے پیغمبر بھیجے ہیں۔ ایک وقت تھا جب مجھے ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں ان پیش گوئیوں کی خبر نہ تھی، اور میں حیران ہو کر سوچا کرتا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ہندوستان کے وسیع وعریض خطہ میں رسول کیوں نہیں بھیجے۔ لیکن جب مجھے جناب صدیق دیندار چن باسوایسور کی کتاب "سرور عالم" پڑھنے کا اتفاق ہوا تو میری آنکھوں سے شک وشبہ کے تمام پردے ہٹ گئے۔ صدیق دیندار صاحب پہلے برہمن تھے لیکن الحمدللہ حیدر آباد دکن میں اسلام لے آئے

انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ:-

"یوں تو بہت سی ایسی کتابیں موجود ہیں جن میں بہت سے مرسلوں کے متعلق پیش گوئیاں موجود ہیں۔ لیکن جن الفاظ میں پیغمبر اعظم ؐ کے متعلق پیش گوئی کی گئی ہے ان سے

ان سے بہت زیادہ وضاحت و بلاغت اور حقانیت ٹپکتی ہے۔ مندرجہ ذیل پیشین گوئیوں سے جو ہندوؤں کی مذہبی کتب سے ماخوذ ہیں، پتہ چل سکتا ہے کہ نبی آخرالزماں کے تشریف لانے سے تین ہزار سال پیشتر ہندوستان کا مذہبی طبقہ غیر مبہم الفاظ میں پکار پکار کر آنے والے کی بشارت دے رہا ہے۔ پرانوں میں اس خیر البشرؐ کا نام "جگت گرو" آیا ہے۔ جس کا عربی میں صحیح ترجمہ

"سردارِ عالم" یا "ھادیٔ عالم" ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

۱۔ سام وید میں ہر ایک منتر یا تو " ہاہا "۔ " ہوہو "۔ یا " ہی ہی " پر ختم ہوتا ہے۔ ان الفاظ میں " لا الہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ "۔ کی جھلک نمایاں معلوم ہوتی ہے۔ آج بھی براہمن لوگ مرتے وقت آدمی کے منہ میں پانی ڈالتے ہوئے انہی منتروں کو پڑھتے ہیں جو کلمہ شریف کے مترادف ہیں۔ لیکن ہٹ دھرمی، جہالت اور ضد کا برا ہو کہ یہ لوگ جانتے ہوئے بھی اعتراف حق سے گریز کرتے ہیں۔

پتھر نصب کرنے والا

۲۔ اسی وید میں ایک اور جگہ نبی آخر الزماں ؐ کے متعلق ان الفاظ میں پیشین گوئی موجود ہے کہ

" اس کا نام اندر ہے۔ وہ دس ہزار مقدس ہمراہیوں کے ساتھ فتح و کامرانی حاصل کرے گا، وہ پتھر نصب کرے گا۔"

وید میں " اندر " بہت بڑے جرنیل اور فاتح کی حیثیت سے آتا ہے اور بارش کا برسانا بھی اسی کے حیطۂ اقتدار میں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ موعود نبی کفر و عصیاں کے خلاف نعرۂ جنگ بلند کرے گا اور اس کے آنے سے رحمتِ الٰہی کی بارش ہوگی جس سے انسانیت کی

مرجھائی ہوئی کھیتی از سر نو لہلہانے لگے گی ـــــــ اس پیش گوئی کا دوسرا حصہ
کہ وہ دس ہزار صالح جواں مردوں کی مدد سے فتوحات حاصل کرے گا،
اور بھی زیادہ واضح اور بیّن ہے۔ تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ نبی آخرالزماںؐ
نے دس ہزار مجاہدوں کی مدد سے مکہ معظمہ پر فتح حاصل کی تھی۔

اس حقیقت کی طرف سلیمان اعظمؑ نے بھی گیتوں میں اشارہ کیا ہے
کہ وہ عظیم الشان پیغمبر دس ہزار لوگوں میں بھی مشخص ہو سکے گا۔ (باب
پنجم۔ گیت نمبر ۱۰)

آپ دنیا کے کسی مورخ کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جس میں پیغمبر اعظمؐ
کے حالات درج ہوں، آپ پر واضح ہو جائے گا کہ جب وقت نبی کریمؐ
مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تھے تو آپ کے جلو میں دس ہزار مردان
مجاہد تھے، جو نعرۂ تکبیر سے فضائیں تزلزل پیدا کر رہے تھے۔

پیش گوئی کا وہ حصہ، جس میں پتھر نصب کر کے لوگوں کو سخت خونریزی سے
بچایا، اور جس کے صلہ میں انہیں امین کا معزز لقب ملا تھا۔

اگرچہ میں نے ابھی تک اس عظیم الشان پیغمبرؐ کا نام نہیں لیا
لیکن مجھے یقین ہے کہ ان تصریحات کی روشنی میں قارئین کرام پر اس
نام کی حقیقت منکشف ہو چکی ہو گی اور اگر اب بھی وہ نام کے متعلق اندھیرے
میں ہوں تو ان کی آنکھیں تاریخ عالم کی ورق گردانی کر رہی ہوں گی۔

محمد رسول اللہؐ

۳ - الوپ اپنشد میں دو جگہ سنسکرت میں محمد رسول اللہ کا نام آیا ہے۔

۴ - مہرشی باسوا ایسور نے جو ہندوؤں کے بہت بڑے دھرماتما ہو گذرے ہیں اپنے بستر مرگ پر کلمہ پڑھا تھا۔

۵ - شرن لیلا امرناتھ جو تمام متوں کی مسلمہ کتاب ہے' اس کے صفحہ ۲۰۹ پر کلمہ شریف مرقوم ہے۔ باسوا ایشورا اور اس کے بھتیجے نے آج سے آٹھ سو سال پہلے جب مملکت نظام میں تبلیغ کا مرکز قائم کیا تھا تو انہوں نے کلمہ کو بدستور اپنے مت میں باقی رکھا ریاست میسور کے چتول درگ مت میں آج بھی کلمہ موجود ہے۔

شری کرشن کی پیشینگوئی

۶ - ان تمام پیشینگوئیوں میں ممتاز پیش گوئی سری کرشن جی مہاراج کی ہے۔ سوکا یوگی نے یہ پیش گوئی سری کرشن کے منہ سے سُن کر ۸۵ سال کے بعد مہاراجہ پریکشت کے سامنے بایں الفاظ بیان کی تھی :۔

" اے مہاراج۔ آپ کے ۱۵ سال بعد سری کرشن کی تعلیم مٹنی شروع ہو جائے گی۔"

موکھا کے ستارے (نچھتر) میں مریخ کا دور دورہ ہوگا۔ اس وقت سے کلجگ کے زمانے میں صرف ۱۲۰۰ سال رہ جائیں گے۔ اس کے بعد اس نے ان مختلف خاندانوں کا ذکر کیا جو ہندوستان میں وقتاً فوقتاً حکومت کریں گے، اور مویا خاندان کا بھی ذکر کیا جن کی حکومت تین سو سال تک رہے گی جس کے بعد ہندوستان میں کوئی ہندوستانی مہاراجہ سریا آرا ہوئے

سلطنت نہ ہو سکے گا۔

بھارت ورش میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہوں گی۔ گناہ اور بے انصافی کا دور دورہ ہوگا۔ اس وقت کلنکی اوتار بت شکن، منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگا۔"

ظہور قدسی

مختلف خاندانوں کی حکومتیں اور پرانوں کی تاریخوں کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ کلنکی اوتار کے آنے کا وقت ۳۶۵۸ کلجگ ہوگا۔ تاریخ کے صفحات اس بات پر شاہد ہیں کہ عین اسی وقت اس موعود نبیؐ کی ولادت باسعادت اور ظہور قدسی کے ترانوں سے کرۂ ارضی گونجنے لگا، اور رحمت خداوندی کی موسلا دھار بارش ہونے لگی۔

آج کل کلجگ کا سال جا رہا ہے اور ہجری ۱۳۸۰ھ ہے۔ ان دونوں میں ۳۶۸۴ سال کا فرق ہے۔ سن ہجری اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۵۳ سال تھی۔ اس لئے آپ کی پیدائش کا سال ۳۶۲۹ ہوتا ہے۔ لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نبوت کا دعوے چالیس سال کی عمر میں کیا تھا۔ اس لئے اس عظیم الشان نبیؐ کے ظہور کی تاریخ ۳۶۶۹ کلجگ ہوئی جو پیشین گوئی سے صرف گیارہ سال زیادہ ہے۔ اور ہزاروں سال کی گنتی میں اس حقیر سی غلطی کا امکان کوئی بعید از قیاس نہیں ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سری کرشن کی طرح جو دواپریگ کے آخر میں آئے تھے

کلنکی اوتار بھی کلجگ کے آخر میں آئے گا ــــــــ اس سے زیادہ غلط اور گمراہ کن نظریہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور کم سے کم یہ کسی کتاب میں بھی تو مرقوم نہیں ہے کہ وہ کلجگ کے آخر میں آئے گا۔ اگر عقل اور ذکاوت کی روشنی میں بھی اس کو پرکھا جائے تو بھی اس نظریئے کی بیہودگی واضح ہو جاتی ہے۔ سوکا یوگی کی پیشین گوئی کے الفاظ ہیں کہ :-

"صدیوں کے بعد سلطنت کے حصے بخرے ہو جائیں گے، گناہ اور بے انصافی سے دنیا بھر جائے گی اس وقت کلنکی اوتار دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے آئیں گے۔"

جو لوگ اس قسم کی بے بنیاد پچر لگانے کے عادی ہیں انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کلجگ کا عہدِ طوالت کتنا ہے۔ کلجگ ... ۴۳۲ سالوں پر پھیلا ہوا ہے۔ ہر وہ شخص جسے مبدءِ فیاض سے کچھ بھی عقل ارزانی ہوئی ہے، سمجھ سکتا ہے کہ جب دنیا ... ۳ سال کے نزدیک گناہ کی نجاستوں سے لتھڑ جائے گی تو ان دھبوں کو دھونے والا کلجگ کے آخر میں کیسے آئے گا۔ یہ تو ایک بے معنی بات ہوئی۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کبھی بے معنی بات نہیں کیا کرتا۔

بے مثال پیشینگوئی

اس وقت تک میں نے ہندوؤں کی مختلف مذہبی گروہوں کی ان پیشینگوئیوں کا اجمالی تذکرہ کیا ہے جن میں ہندوستان کے برگزیدہ پیغمبروں نے آنے والے اولوالعزم رسول کی بشارت تین چار ہزار سال پیشتر دی۔ اور یہ سب کچھ انہوں نے اس ازلی میثاق کے مطابق کیا جو تمام پیغمبروں نے عالم ارواح میں اللہ تعالےٰ کے سامنے کیا تھا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ اولوالعزم پیغمبرؐ کون ہے، اور اس کے کارناموں پر ایک اچٹتی سی نگاہ ڈالنی چاہیئے۔ "کلنکی پران" جو ہندوؤں کے نزدیک بہت زیادہ مقدس ہے، اس اولوالعزم پیغمبر کے نام، والدین اور جنم بھومی کے متعلق ان الفاظ میں تشریح کرتا ہے۔

بعثت نبویؐ کی حیرت انگیز پیشگوئی

"جگت گرو" (کلنکی اوتار) وشنو بھگت اور سومتی سے پیدا ہوگا۔ اس کی پیدائش ۱۲ بیساکھ پیر کے دن سورج نکلنے سے دو گھڑی بعد ہوگی۔ اس کا پتا اس کے پیدا ہونے سے پہلے پرلوک سدھار جائے گا۔ اس کی ماتا بھی بعد میں فوت ہو جائے گی۔ جگت گرو کی سلمل دیپ کی شہزادی سے شادی ہوگی۔ شادی کے موقعہ پر اس کا ایک چچا اور تین بھائی موجود ہوں گے۔ ایک غار میں پرسرام اسے تعلیم دے گا۔ اور جس وقت سلمل دیپ میں اپنے شہر سمبالا میں آئے گا تو وہ اپنی تعلیم کا پرچار شروع کر دے گا۔ جس پر اس کے عزیز و اقارب سخت ناراض ہو جائیں گے — ان مصائب سے تنگ آکر وہ شمالی پہاڑیوں کی طرف بھاگ جائے گا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ اسی شہر میں تلوار لے کر آئے گا اور تمام ملک فتح کر لے گا۔ جگت گرو کے پاس ایک گھوڑا ہوگا جس میں بجلی سے زیادہ پھرتی ہوگی اور جس پر سوار ہو کر وہ زمین اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرے گا۔"

جگت گرو (رحمتہ للعالمینؐ)

آپ نے کلنکی پران کی پیشنگوئی کے الفاظ ملاحظہ کر لیے ہیں۔ اس تمام پیشینگوئی میں آپ "کو کلنکی اوتار" کے لفظ کے سوا اور کسی جگہ اس عظیم المرتبت انسان کے نام کی طرف اشارہ نہیں ملے گا۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگرچہ اس میں نام نہیں دیا گیا مگر باقی تصریحات موجود ہیں۔ آیئے ان تصریحات کی روشنی میں ہم ان کے نام کا تعین کریں۔

پہلے ہمیں "جگت گرو" کی تشریح کرنی چاہیئے۔ "جگت" کے معنی "دُنیا" کے ہیں۔ "گورو" کے معنی "ہادی" کے ہوتے ہیں۔ تاریخ کی ورق گردانی سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ باقی تمام مرسل ایک خاص گروہ اور ایک خاص طبقہ کی طرف مبعوث ہو کر آتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صرف اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکھٹا کرنے آئے تھے۔ چنانچہ وہ خود بھی یہی فرماتے ہیں کہ "میں تو بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکھٹا کرنے آیا ہوں۔"

الغرض جس کے ذمہ ایک مخصوص طبقہ کی رشد وہدایت کا فرض ہو وہ تمام عالم کی ہدایت کا اعلان نہیں کرسکتا۔ سری کرشن بھی عالمگیر پیغام لے کر نہیں آئے تھے کیونکہ سری کرشن نے کہیں بھی اعلان نہیں کیا کہ میری تعلیم دنیا کے ہر گوشے کے لئے ہے حتیٰ کہ یگوں کے متعلق بھی ان کی جس قدر پیشینگوئیاں ہیں وہ صرف ہندوستان تک محدود ہیں۔ (پرانوں کے اقتباسات سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے) اس لئے "جگت گرو" سے مراد رحمۃ للعالمین ہے۔ اور وہ نبی ہے جس نے نہ صرف اس کا اعلان ہی کیا بلکہ اس کو سچا بھی کر دکھایا۔

آگے چل کر سری کرشن فرماتے ہیں کہ "اس کے باپ کا نام "وشنو بھگت" ہوگا۔

اور اس کی والدہ کا نام "سومتی" ہوگا جو سرزمین "سلمل دیپ" میں ہوں گے۔

یہاں سے کلنکی پران کی پیشینگوئی کے سب سے اہم حصہ کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کی تصریح کرنے سے پیشتر سلمل دیپ کا تعین کر لینا ضروری سمجھتا ہوں۔

سلمل دیپ سے بعض ہندوستان مراد لیتے ہیں، اور کچھ عرصہ ہوا انہوں نے مرادآباد کے نزدیک اسے تعین کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بعد میں انہیں سخت ناکامی ہوئی۔ ہندو رشیوں نے دنیا کو مندرجہ ذیل سات حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

سلمل دیپ (عرب)

پرانوں کا تجویز کردہ نام	موجودہ نام
۱۔ جمبو دیپ	ہندوستان۔ آسام۔ برہما
۲۔ شادگ دیپ	ایران۔ خراسان
۳۔ کمیدک دیپ	روس۔ جرمنی۔ جاپان۔ چین
۴۔ کروچ دیپ	اٹلی۔ روم
۵۔ سلمل دیپ	عرب۔ کنعان
۶۔ کش دیپ	افریقہ

(آسٹریلیا اور امریکہ دریافت کرنے ابھی باقی تھے)

اب ہمیں اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ پرانوں نے یہ نام محض اٹکل پچو تجویز نہیں کئے تھے۔ مثلاً ہندوستان کا نام "جمبو دیپ" اس لئے تجویز کیا گیا تھا کہ یہاں ایک پھل "جمبو" بکثرت پیدا ہوتا ہے، شادگ دیپ اس لئے کہ ان ممالک میں سبزیوں

کی کثرت تھی۔ کیمدک دیپ پہاڑی سلسلوں کی وجہ سے۔ سلمل دیپ ایک قسم کی زوئی کی پیدائش کی وجہ سے جو سلک سے ملتی جلتی تھی۔

پس اس پیشینگوئی سے ہم پیغمبر اعظم کی جنم بھومی کا تعین کر سکتے ہیں۔

وشنو بھگت (عبداللہ)

اور وہ کنعان یا عرب میں ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ کنعان کی سرزمین ایسی مردم خیز نہیں۔ اس لئے یہ شرف سرزمین عرب ہی کو ارزانی ہوا تھا کہ اسے عظیم الشان پیغمبر کی پیدائش کا فخر حاصل ہو پیشینگوئی کے الفاظ کے مطابق وہ سومتی کی آنکھ کا تارا اور وشنو بھگت کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ وشنو بھگت سنسکرت کا لفظ ہے۔ از بسکہ عرب میں سنسکرت مروج نہیں ہے اس لئے وہاں کسی شخص کا نام وشنو بھگت نہیں ہو سکتا لامحالہ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ نام کسی عربی اسم کا ترجمہ ہے۔

ہندو دینیات میں "وشنو" خدائے واحد کا نام ہے اور یہ کسی ایسی تشریح کا متحمل نہیں ہوتا جو رام وکرشن یا کسی ہندو اوتار پر چسپاں کی جائے۔ کیونکہ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق یہ اوتار خدا تصور کئے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ لفظ عربی کے لفظ "اللہ" کے مترادف ہے۔

"بھگت" کا لفظ بھگتی سے ماخوذ ہے جس کو اگر عربی میں ڈھالا جائے تو "عبد" کے معنی دیتا ہے۔ اس لئے وشنو بھگت کا عربی میں ترجمہ عبد اللہ ہوا اور یہی کلنگی اوتار کے والد کا نام تھا۔

سومتی (آمنہ)

اب والدہ کے نام کی تصریح باقی ہے۔ پیشینگوئی میں اس کے لئے "سومتی" کا لفظ آیا ہے۔ "سو" کے معنی امن و امان کے ہوتے ہیں اور "متی" کے معنی دل کے ہوتے ہوتے ہیں۔ گویا وہ ہستی جس میں امن اور شانتی پائی جائے۔ اس لئے سومتی کا اگر عربی میں ترجمہ کیا جائے تو یہ "آمنہ" کے معنی دے گا۔

محولہ بالا تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ کلنکی اوتار کے ماں باپ کا نام عبداللہ اور آمنہ ہے جو سرزمین عرب میں تھے۔

تاجدار مدینہ

اب "سمبالا" کا تعین کرنا باقی رہ گیا ہے۔ پیشن گوئی کے الفاظ کے مطابق یہ جگہ شمالی پہاڑیوں کے جنوب کی طرف واقع ہونی چاہیئے۔ نقشہ دیکھکر معلوم کیا جاسکتا ہے کہ عرب میں شمالی پہاڑیوں کا سلسلہ کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ دراصل یہ سب مدینہ کے ارد گرد پھیلی ہوئی ہیں۔ ہر کس و ناکس اِن حقائق کی روشنی میں کہہ اٹھے گا کہ وہ جگہ "مکہ" کے سوا اور کون ہوسکتی ہے جہاں پر اہاس یا قریش رہتے تھے۔

اب ہر شخص یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ کون صاحب عظمت و شوکت ہو سکتا ہے جس کے متعلق ایسے غیر مبہم اور واضح الفاظ میں تصریحات موجود ہیں۔

وہ شہزادۂ امن صحرائے عرب کا عظیم الشان پیغمبر آقائے دو جہاں سرورِ کائنات حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبروں کے سلسلہ کی آخری کڑی، ہندوؤں کے آخری اوتار کرشن جی کی پیشینگوئی والے کلنگی اوتار، ہاں وہ کی خواہش کے مستحبا عیسائیوں کے مسیح موعود اور عالم اسلام کے "احمد" ہیں جن کی پاکیزگی کے زمین و آسمان ترانے گا رہے ہیں، اور جن کے لئے میرا سر فرطِ عقیدت سے خم ہوا جاتا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ

کلنگی پران کی پیش گوئی کے باقی ماندہ حصوں کی تصدیق کرنے کی اور زیادہ ضرورت نہیں۔ ہر لکھا پڑھا آدمی باقی پیش گوئی کی تصدیق کر سکتا ہے۔ جو شہزادی حضرت محمد صلعم سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئیں وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، اور جو چچا اس مبارک تقریب پر موجود تھے وہ ابو طالب ہیں۔ اور جن تین بھائیوں کی موجودگی کا ذکر ہے وہ عقیلؓ، جعفرؓ اور علیؓ تھے۔

آنحضرت کی ہجرت کا واقعہ تاریخ میں مذکور ہے۔ آنحضرت صلعم کی فتوحات سے تاریخ کے ابواب روشن ہیں۔ ولیم میور، جارج سیل گبن اور بوسورتھ سمتھ مغربی مصنفین کی سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ مسٹر ولنگی کرشن مورتی کی کتاب "سیرت محمد صلعم" بھی ضرور ملاحظہ کریں جو انہوں نے تیلگو زبان میں رقم فرمائی ہے۔

کلنگی اوتار

گاندھی جی کا ھدیۂ عقیدت

"اسلام اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں بھی تعصب اور ہٹ دھرمی سے پاک تھا اسلام نے تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کیا۔ جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں، اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہوا۔ ایک روشن ستارہ جس کی روشنی سے ظلمت کدے منور ہو گئے۔ اسلام دین باطل نہیں ہے۔ ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اس کی اشاعت کے ذمہ دار رسول عربی ؐ کا ایمان، ایقان ایثار اور اوصاف حمیدہ تھے۔ ان ہی اوصاف نے لوگوں کے قلوب کو مسخر کر لیا۔"

پیغمبر اسلام برکت و رحمت کی التجا

(ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور)

اسلام دنیا کے مذاہب میں سب سے بڑا مذہب ہے۔ میں آج

عید میلادالنبیؐ کے مبارک موقعہ پر اور اس کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ نبی اعظم صلعم کی خدمت میں تعظیم و تکریم، ارادت مندی اور عقیدت مندی کا ناچیز تحفہ پیش کرتا ہوں، اور ساتھ ہی ساتھ ان سے دعا و برکت کا ملتجی ہوں۔ کیونکہ غریب ہندوستان ان کی دعا، تائید اور تسلی کا غایت محتاج ہے۔"

انسانیت کا محسن اعظم

(مسز سروجنی نائیڈو)

وہ پاک انسان ایک نفرت سے بھرپور، بغض و تعصب سے مخمور، اور جہالت سے معمور دنیا کی طرف آیا۔ اور اس صحرا کے اندر، جو اُن کی پیدائش کا گہوارہ تھا، ایک نہ مٹنے والی صداقت کا ان پر انکشاف ہوا۔ جو رب العالمین کے دو پاکیزہ الفاظ میں مضمر ہے۔ یعنی اس خدا کو آپ نے پیش کیا جو تمام، ممالک اور مذاہب کا ایک ہی خدا ہے۔ اسلام میں حقیقی اور خاص جمہوریت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ جو اپنی اعلیٰ شان و شوکت کے لحاظ سے ہمارے زمانے کی نام نہاد جمہوریتوں کی بے حقیقت اور قابل اعتراض اشکال سے کوسوں دور، بدرجہا اولیٰ تر ہے۔ یہ وہ رنگ ہے جس کو نہ مذہب عیسوی پیدا کر سکا اور نہ ہی ہندو مذہب۔ جو تاریخ عالم میں بہت قدیم ہیں، اس کی تخلیق کا موجب ہوا۔ بلکہ وہ محمد صلعم کی پاک مساعی کا نتیجہ ہے۔"

کملی والے کی مقدس یاد

(سادھو ٹی۔ ایل وسوانی)

میں محمد صلعم کو کورنش بجالاتا ہوں۔ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان ہستی تھے وہ ایک قوت تھی۔ جو انسانیت کی بہتری کے لئے صرف ہوئی۔ بادشاہ اور روحانی پیشوا ہوتے ہوئے آپ اپنی گلیم کو خود پیوند لگاتے تھے۔ غائب کی آواز پر لبیک کہتے تھے۔

"اے کملی والے اٹھ اور تبلیغ کر"۔

آپ ہمیشہ امن اور راستی کی تبلیغ کرتے رہے۔ میں آپ کے آخری الفاظ پر اکثر غور کرتا رہتا ہوں۔

"مالک مجھے بخش دے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں اٹھا"۔

تم میں سے کون ہے جو اس امر سے انکار کرے کہ آپؐ اعلیٰ زندگی اور اعلیٰ موت رکھتے تھے۔ ہندوستان کی گردن اسلام کے احسانات سے دبی ہوئی ہے۔

پیغمبر اسلام

چودھری چھوٹو رام آنجہانی کی تقریر سیرت

ایک مرتبہ دورانِ سفر میں مجھے ایک مسلمان دوست کے ساتھ دُعا کے موضوع پر گفتگو کرنے کا موقع حاصل ہوا تھا۔ دعا سے انسان کی روح کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اس بحث میں ہمارے پیش نظر دعا کا عیسائی طریق تھا۔ عیسائیت میں دعا کا مفہوم رزق کی کشائش سے لیا جاتا ہے۔ عیسائیت کے بعد مذہب اسلام اور ہندوؤں کے مذہب کے دعا کے طریقوں پر بحث شروع ہوگئی۔ ہمارے تعلقات دوستانہ اور گہرے تھے اس لیے کسی ناگواری کے بغیر ہم آزادی کے ساتھ مذہب اسلام اور ہندو مذہب کے معاشرتی پہلوؤں پر بحث کرتے رہے۔ کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہوسکتی تھی۔ بعد میں مسئلہ کی نوعیت نے سنجیدگی پیدا کردی۔ میرے مسلمان دوست کا دعوےٰ تھا کہ اسلام کی تعلیم سادگی اور پاکیزگی کے لحاظ سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ میرا ہندوؤں کے متعلق بھی ایسا ہی خیال تھا۔

قرآن مجید کی پُر اثر دعائیں

ابھی ہم بحث کے اس حصہ ہی پر تھے کہ میرے دوست نے عربی میں قرآن شریف

کی ایک دعا تلاوت کی اور اس کا اردو ترجمہ مجھے سُنایا۔ میرے دل پر اس دعا کا بہت اثر ہوا اور میری زبان سے بے ساختہ اس کی تعریف نکلنے لگی۔ میرے دوست نے مجھے یقین دلایا کہ قرآن پاک میں اسی قسم کی دعائیں اکثر مذکور ہیں، اور پیغمبر اسلامؐ نے عبد اور معبود کے متعلق کو اپنی بلند اور اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ نہایت اچھے طریقے پر واضح کر دیا ہے۔

میں نے سفر سے واپسی پر لاہور پہنچ کر قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ایک جلد حاصل کی تاکہ میں قرآن شریف کے تمام مطالب سے آگاہی حاصل کر سکوں۔

گزشتہ سال مجھے عید میلاد النبیؐ کی تقریب سعید پر مجھے پیغمبر اسلامؐ کے سوانح حیات اور اسوۂ حسنہ کے متعلق کچھ حالات قلمبند کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے میں اس کی تعمیل سے قاصر رہا۔ عید میلا دالنبیؐ کا مقدس دن پھر قریب آرہا ہے۔ اس لئے اس مرتبہ بھی دعوت کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ دوسرے مشاغل سے فرصت حاصل کرنا میرے لئے امر محال ہے اور وقت ملنا آسان نہیں ہے' اور اس موضوع پر مکمل طور پر لکھنے کے لئے کافی وقت کی ضرورت ہے۔ تاہم میں نے بخوشی منظور کر لیا ہے کہ یہ مضمون سپردِ قلم کروں۔

معذرت

اس خدمت کے انجام دینے کے لئے مجھ سے بہتر اشخاص ہو سکتے ہیں جنہوں نے اسلام کا زیادہ غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ میں دنیا کے تمام مذاہب

کے رہنماؤں اور بانیوں کا احترام ملحوظ رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں یہ چلے حد ضروری ہے۔ اور مناسب طریق کار یہی ہو سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں میرا اسلوب بیان پیغمبر اسلام کے حالات قلمبند کرنے میں ایسا نہیں ہو سکتا جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ اس لیئے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ میری مقدرت کے پیش نظر چشم پوشی سے کام لیں۔ پیغمبر اسلام کا احترام و تقدیس میرا ایمان ہے۔

بھگوت گیتا اور اوتار

بھگوت گیتا میں ہے کہ :۔

"جب صحیح مذہبی تعلیم اور دینی شعور لوگوں میں مفقود ہو جاتا ہے اور گمراہی کی تاریکیاں ہر طرف چھا جاتی ہیں تو پھر ہم حق و صداقت اور عدل و انصاف کے قیام کے لئے انسان کی شکل میں ظہور کرتے ہیں"

دوسری جگہ ہے :۔

"ہم حق کی مظلومی کی امداد کے لئے گمراہیوں اور ظلم و طغیان کی سرزنش کے لئے دنیا میں اوتار کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں"

ہندو مذہب میں دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ پرماتما کے اوتار کے عقیدے کو مانتا ہے اور دوسرا اس کا قائل نہیں۔ یہ دونوں طبقے بھگوت گیتا کے مندرجہ بالا بیان کو مختلف طریقوں پر تسلیم کرتے ہیں جس کا ترجمہ میں نے قدامت پرست

ہندوؤں کے نقطۂ نظر کے مطابق کیا ہے۔ میرے موجودہ بیان سے اس معاملہ کا تعلق بہت کم ہے۔ تاہم بھگوت گیتا کے جس اشلوک کا ذکر میں نے کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بھی کسی ملک میں خدا سے نافرمانی کرنے والوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور شر اور فساد کا دَور دورہ ہوتا ہے تو خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے گمراہ بندوں کو ضلالت اور گمراہی کی تاریکیوں سے نکالنے کے لئے اپنے کسی برگزیدہ انسان کو فوق العادت طاقتوں کے ساتھ پیغمبر بنا کر مبعوث کرتا ہے اور اپنے قدرت کاملہ سے اس کے ذریعے انسانیت کو نیکی، راستی، سچائی اور ایمان کے نور سے منور کر دیتا ہے۔

روحانی انقلاب

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب میں بت پرستی عام ہو رہی تھی۔ لامذہبیت کا دَور دورہ تھا۔ کفر و الحاد ترقی پر تھے، شر و فساد، غلامی اور بداخلاقی کا بازار گرم تھا۔ سارے ملک میں اخلاق تباہ ہو چکے تھے۔ حضور کی پیدائش قریش کے قبیلہ میں ہوئی تھی۔ قریش عرب کے سردار تھے۔ خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت نصب تھے۔ قریش ان بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ انہوں نے پیغمبر اسلامؐ کی شدید مخالفت کی۔ اور آپ کو عرب میں علم و حکمت کی اشاعت میں سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کسی معجز نما اور اقلیم روحانیت کے رستم سے زیادہ دلیر اور شجاع انسان کی ضرورت تھی جو کفر و ضلالت کے بادلوں سے عرب کو پاک کرتا۔ پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود تمام مخالفتوں کے اور دشواریوں کے حیرت انگیز

استقلال اور کامیابی سے اس خدائی فرمان کی تعمیل و تکمیل کی، اور اسلام کو سارے ملک میں پھیلا دیا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس سے دنیا کا کوئی صاحب بصیرت انسان انکار نہیں کرسکتا۔

خدا کی مدد کے بغیر دنیا کا بڑے سے بڑا انسان کچھ نہیں کرسکتا اور کوئی حقیقی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔ پیغمبر اسلام کی بعثت کا مقصد جہاں شرافت اور عفت سے معمور تھا، وہاں جانکاہ مصائب اور نزاکت کے اعتبار سے بھی بے حد مشکل تھا۔ آپ کو ایسے لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچانا تھا جو نیکی اور ایمان کے راستے سے بھٹکے ہوئے تھے۔ ضلالت و گمراہی میں مبتلا تھے۔ یہی نہیں بلکہ آپ کا پیغام رحمت عرب کے حدود سے گزر کر اقطاع عالم تک پہنچنا تھا آپ رشد و ہدایت کا جو پیغام لائے تھے، وہ عالمگیر پیغام تھا۔ ایک ایسا پیغام جو کسی ایک ملک کے ساتھ وابستہ نہیں تھا۔ بلکہ حضورؐ کا پیغام رحمت کرۂ ارضی کے تمام ممالک، تمام اقوام و ملل اور تمام نوع انسانی کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔

آپ نے جس وقت اس عالمگیر پیغام کی تبلیغ و اشاعت کا آغاز کیا تو دنیا کی کوئی ایسی مصیبت نہ تھی جو آپ کی قوم نے آپ کے لئے پیدا نہ کی۔ ایسی ایسی صبر آزما مشکلات کا سامنا آپ کو کرنا پڑا کہ کوئی انسان ان کے مقابلہ کے لئے اپنے آپ کو آمادہ نہیں کرسکتا۔ حضورؐ نے اگرچہ ایک انسان ہونے سے زیادہ کبھی ادعا نہیں کیا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ ایک انسان کامل تھے جنہیں مشیت ایزدی ہزاروں سالوں کے انتظار کے بعد نوع انسانی کو فسق و فجور، ظلم و معصیت

اور بے دینی سے نجات دلانے کے لئے پیدا کرتی ہے۔ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خُلقِ عظیم

پرماتما نے آپ کی ذاتِ اقدس میں عدیم المثال اور فوق العادت صفاتِ حسنہ ودیعت کی تھیں۔ میں اس مختصر تقریر سیرت میں تفصیل اور وضاحت سے آپ کے انسانی کمالات کا تذکرہ کرنے سے قاصر ہوں۔ لیکن آپ کے خلق عظیم اور آپ کی حیرت انگیز شخصیت کے متعلق چند اشارات پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم و انکسار، شرافت و نجابت اور لطف و مروت کے پیکر تھے۔ آپ صرف نسل انسانی ہی کے ہادی نہیں تھے بلکہ انسانیت کے جلیل القدر قائد تھے۔ آپ صرف ایک عظیم المرتبت پیغمبر ہی نہ تھے بلکہ جلیل الشان حکمراں بھی تھے۔ آپ کے اخلاق میں رحمت و رافت اور متانت و وقار کی ایسی جاذبیت تھی جو آپ کے تمام اعمالِ حیات پر حاوی تھی۔ آپ گلی سے گزرتے تو چھوٹے چھوٹے بچے آپ سے چمٹ جاتے۔ آپ انہیں پیار کرتے اور اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے تھے۔ آپ اپنے گھر کے تمام کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتے۔ جھاڑو دیتے، اپنا جوتا بھی اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے تھے۔ بوڑھی اور معذور عورتوں کے لئے کنوئیں سے پانی بھر کر لاتے۔ ادنےٰ سے ادنےٰ اور غریب سے غریب کی امداد فرماتے، ان کے رنج و غم میں شریک ہوتے۔ اکثر اوقات اپنی شخصیت کے اظہار کے بغیر لوگوں کی امداد کرتے تاکہ کوئی پس و پیش نہ کرے

جب مدینے میں یہ خبر پہنچی کہ ابوسفیان عرب کے تمام مخالف قبائل کا لشکر لیکر حملے کے لئے آرہا ہے تو اس وقت یہ فیصلہ کیا گیا کہ مدینے کے گرد گہری خندق تیار کی جائے۔ تو اس وقت حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ادنیٰ مزدوروں میں شامل ہو کر مٹی کھودتے نظر آتے ہیں۔

ایفائے عہد

شخصی اور قبیلوی معاملات میں آپؐ کے اخلاق حمیدہ مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے معاہدے میں ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی شخص مکہ سے فرار ہو کر مدینہ میں مسلمانوں کے پاس پناہ لے تو اسے واپس مکہ بھیجدیا جائے گا۔ ابھی اس عہدنامے کی سیاہی بھی خشک نہیں ہونے پائی تھی کہ ابوجندل ہانپتا دوڑتا، تمام جسم ضربات سے چور، خون سے شرابور پا بجولاں آپؐ کے حضور میں پہنچا۔ ابوجندل مکہ میں اسلام لاچکا تھا۔ کفار قریش کے ہاتھوں اس پر بے پناہ مظالم توڑے گئے۔ وہ کسی طرح بھاگ کر اور جان بچاکر یہاں پہنچ گیا۔ اس نے حضورؐ کے سامنے اپنے دردناک حالات بیان کئے۔ اس کا باپ سہیل قریش کے سفارتی د[ستہ میں] تھا۔ ابوجندل نے التجا کی کہ مجھے قریش کے مظالم سے نجات دلائی جائے۔ اب حضورؐ کے سامنے اسلام کی آغوش میں آنے والی ایک بیقرار روح تھی اور دوسری طرف ایفائے عہد کا سوال۔ تمام مسلمان ابوجندل کی مصیبت پر خون کے آنسو رو رہے تھے۔ اور حضرت عمرؓ تو اس معاہدے کی شرائط پر بھی احتجاج کر رہے تھے۔ لیکن آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ معاہدہ کا ہر حال میں احترام کیا جائے گا۔

آہ! کتنی بڑی اخلاقی عظمت ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات سے آج بیسویں صدی کی مہذب دنیا میں جمعیتہ اقوام کے ارکان کو شرم محسوس کرنی چاہیئے جو بین الاقوامی معاملات کا احترام نہیں کرتے۔

سادگی اور قناعت

آپ نہایت سادہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ اور جس وقت تمام عرب آپ کے قدموں میں تھا، اسوقت بھی آپ کی زندگی کے معمولات میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا یہ سادگی اور قناعت صرف آپ کی ذات گرامی تک محدود نہ تھی۔ بلکہ آپ نے اپنے تمام اعزہ و اقارب کے لئے بسر اوقات کا یہی معیار سختی سے قائم رکھا۔ آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں۔ ایک روز وہ اپنے شفیق باپ کے پاس آئیں اور آبدیدہ ہو کر کہا۔

"مجھے ایک خادمہ (لونڈی) کی ضرورت ہے جو مجھے گھر کے کام میں مدد دے سکے۔"

حضورؐ نے خادمہ کے بجائے انہیں ایک پر اثر وعظ تلقین فرمایا۔ اسی طرح آپ کی ازواج مطہراتؓ نے زندگی کی آسائشوں اور دیگر زیب و زینت کی اشیا کا مطالبہ کیا تو آپ نے انہیں جو جواب دیا قرآن مجید کے الفاظ میں اس طرح ہے۔

"اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آسائشوں اور اس کی زیب و زینت کو پسند کرتی ہو تو آؤ میں تمکو تمہارے حقوق ادا کر کے احسن طریق پر رخصت کردوں۔"

(چھوٹو رام)

مہادیو اور پاربتی کی پیشین گوئیاں

ہندوؤں کے مشہور بزرگ شپت جی نے مندرجہ ذیل مکالمہ کوہ کیلاش پر مہادیو جی اور ان کی بیوی پاربتی کے درمیان سنا۔ بزرگ موصوف کے ملفوظات "اتر کھنڈ" میں موجود ہیں ان ملفوظات کو جمع کرنے والے بھی ہندوؤں کے معتبر و مسلمہ بزرگ سونت اور سونگ ہیں۔

ایک دن پاربتی مہادیو کے ساتھ کوہ کیلاش پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ مہادیو جی کو خوش و خرم دیکھکر پوچھنے لگیں۔

پاربتی:۔ آپنے فرمایا تھا کہ دواپر زمانہ کے آخر میں اللہ تعالےٰ' جو بڑی حکمت والا اور بڑی قدرت والا ہے' ایک شخص کو پیدا کریگا۔ جو سارے دیوویت کو ننا کر کے زمین میں اپنا قبضہ کرے گا۔ جس وقت سے میں نے یہ بات سنی ہے مجھے بہت حیرت ہے۔ آپ حقیقت کو بیان فرمائیں۔

مہادیو:۔ چھ ہزار سال کے بعد سمندر کے ملک میں کہ دریا کے درمیان میں وہ زمین واقع ہے وہ بڑا قادر ایک عجیب طرح کی مخلوق آدم علیہ السلام کی اولاد میں پیدا کریگا۔ وہ زمین لائق بشن کے یعنی جگہ اس بڑے قادر کی ہوگی۔"

پاربتی:۔ جس شخص کو وہ قادر اس طرح کی برکت والی جگہ میں پیدا کریگا وہ شخص دیوتا کے گھر یا کہر کے گھر میں یا کس جگہ پیدا ہوگا؟ صاف بیان فرمائیں۔

مہادیو:۔ اے پاربتی! وہ کانت بھو تجہ کی پیٹھ سے پیدا ہوگا اور جس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوگا اس کا نام "سانت رکھیا" ہوگا۔ وہ مخلوق سے نہیں ڈریگا اور نہایت شجاعت اور عرفان والا ہوگا۔ اور اس کا نام "محامت" ہوگا۔ اس کی وضع کو دیکھکر لوگ حیران

رہیں گے. نبی طرح کا اس کا احوال دیکھیں گے. وہ ختنہ شدہ ہوگا. جب جوان ہوگا تو
سوائے سر اور داڑھی مونچھوں کے اور کہیں بال نہ ہوں گے کہ حجامت کی ضرورت ہو.
اور پوجا اس کی قوم کے لوگ کریں گے پردہ نہ کریگا، اور اپنی قوم سے کہے گا کہ مجھکو اس
وحدہٗ لاشریک کا یہی حکم ہے کہ اس طرح کی بے معنی پوجا مت کرو، اور میں سوائے اللہ
کی ذات پاک کے اور کسی طرف رجوع نہیں کرتا ہوں. تم میری تابعداری کرو. اس وجہ سے
ساری قوم اس سے جدا ہو جائے گی.

رسول کریم کا مبارک نام

مسلمان علماء میں سے بعض نے محض اس لئے زبان سنسکرت میں مہارت حاصل کی
کہ قدیم ہندو ادبیات سے حضور پرنور محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا مواد
حاصل کیا جائے. چنانچہ ان تمام علمائے سنسکرت نے محض الفاظ کی نہایت صحت وصفائی
کے ساتھ مندرجہ ذیل تشریح کی ہے جو کسی دیگر بیان کی محتاج نہیں ہے (۱) مندر کا ترجمہ مکہ
شریف (۲) بشن کا ترجمہ بیت اللہ / خانہ کعبہ (۳) سانت رکھیا کا ترجمہ حضرت بی بی آمنہ رضہ
والدہ ماجدہ رسول کریمؐ (۴) کانت کے معنی نور والا اور بھوجنہ کے معنی مشغول رہنے والا (عبد اللہ)
والد ماجد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۵) "محامت" یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
محامت و محمدیم سے یہاں یہ بتلانا مقصود ہے کہ ان سے حضور ختم المرسلین کی ذات گرامی
مراد ہے اور محامت و محمدیم اپنی اپنی زبان کے مخصوص الفاظ ہیں.

چنانچہ ان تمام تشریحات کے بعد معلوم ہوا کہ جہادیوجی کی مراد حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں. حضرت سلیمان علیہ السلام نے غزل الغزلات میں حضور علیہ السلام

کا نام نامی "محمدیم" بتلایا ہے لیکن بعد میں عیسائی متعصب مترجمین نے "محمدیم" کا لفظی ترجمہ کر دیا۔ مروجہ بائیبل میں ایسا ہی پایا جاتا ہے۔

ہندوؤں کے مشہور رشی بیاس جی "بھوتک اوتر پران" میں رقمطراز ہیں کہ "آیندہ زمانہ میں "محامت" پیدا ہوں گے، ان کے سر پر بدلی سایہ کرے گی اور ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا مکھی ان کے جسم پر نہ بیٹھے گی، ملک دنیا کے لئے کچھ تلاش نہیں کریں گے، ان کی سب تلاش دین کے لئے ہوگی اور جو کچھ پیدا کریں گے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں گے۔ تمام عمر کم کھائینگے عرب کا سردار ان کا دشمن ہوگا، اور وہ اللہ کے دوست ہوں گے اور قادر و توانا ان کو تیس ادھیا پران بھیجے گا۔

محترم ناظرین یہ بشارت اتنی صاف ہے کہ مزید تشریح کی ضرورت نہیں "تیس ادھیا پران" سے مراد قرآن پاک کے تیس پارے مراد ہیں۔

(یہ آخری پیشین گوئی خانصاحب لطیف انور صاحب جڑانوالہ ضلع لائل پور نے اشاعت کے لئے بھجوائی ہے۔)

اللھم صلی علی محمد و آلہ و اصحابہ وسلم

تبلیغی یونیورسٹی اور آئمہ مساجد ٹریننگ کالج

پاکستان کی اسلامی مملکت میں ایک عظیم تبلیغی یونیورسٹی کا قیام ایک اہم ملی ضرورت ہے۔ امریکہ، یورپ، افریقہ، پاکستان، بھارت، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں اسلام کے تبلیغی مشنوں کا قیام پاکستان کے مسلمانوں کا فرض ہے۔ اس کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ مبلغین اسلام کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی مساجد کی تنظیم اور آئمہ مساجد کے ٹریننگ کالج کا قیام بھی ضروری ہے۔ اسکولوں اور کالجوں کے لئے جب ٹرینڈ اساتذہ کی ضرورت ہے تو مسجدوں کے لئے بھی آئمہ مساجد کی ٹریننگ کا بندوبست ہونا چاہیئے۔ پھر وحدت خطبات کا پروگرام ہے۔ ریڈیو پاکستان سے وہ کام نہیں لیا جا سکتا جو پاکستان کی ساری مسجدوں کے ذریعے صحت، تعلیم، معاشرت، اخوت اسلام، صفائی، حفظان صحت، ترقی دیہات اور سوشل ریفارم کے سلسلہ میں کیا جا سکتا ہے ادارہ "الجماعت" اس تبلیغی منصوبہ کی تکمیل کے لئے ضلع سرگودھا میں ایک قطعہ زمین کی تلاش میں ہے جہاں آئمہ مساجد کے ٹریننگ کالج کی بنیادیں رکھی جائیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبہ کو عملی شکل دینے میں ہمیں کامیابی عطا فرمائے۔ مفصل منصوبہ آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں اور اس دینی دعوت کو قبول فرمائیں۔

سید سرور شاہ گیلانی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنیوالے
ایک ہزار مجاہد کارکنوں کی تلاش
تبلیغی یونیورسٹی کی بنیاد رکھنے والے

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت یہی ہے کہ حضور کے پیغام رحمت کو دنیا کی ہر قوم کے پاس اور ہر زبان میں پہنچایا جائے۔ امریکہ، یورپ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں اسلام کے تبلیغی مشن قائم کرنے کے لئے پاکستان کی اسلامی مملکت میں تبلیغی یونیورسٹی کا قیام ایک اہم دینی اور تبلیغی ضرورت ہے۔ ہماری تجویز ہے کہ تبلیغی یونیورسٹی ہماری مملکت کے نئے دارالحکومت راولپنڈی کے قریب پاکستان کے زرخیز اور شاداب ضلع سرگودھا میں قائم کی جائے۔ اسی طرح پاکستان کی مسجدوں کی تنظیم کے لئے "آئمہ مساجد ٹریننگ کالج" کی بھی اشد ضرورت ہے۔ ہمیں سردست ایک ہزار مجاہد کارکنوں کی ضرورت ہے جن کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ کے لئے سچی محبت ہو اور وہ اپنے اس ایمان افروز جذبہ کے ساتھ کم از کم ایک سو روپیہ یا اس سے جس قدر بھی زیادہ ایثار کر سکتے ہیں وہ اپنے اسلامی عہد کے ساتھ امداد ارسال کریں۔ جو اصحاب اس سے کم امداد دے سکتے ہیں وہ بھی امداد میں شرکت کر سکتے ہیں۔ تبلیغی یونیورسٹی کے مجاہد کارکنوں کا رجسٹر کھول دیا گیا ہے۔ تمام حضرات کے نام اخبار الجماعت میں شائع ہوتے رہیں گے۔ تبلیغی یونیورسٹی کا ابتدائی سرمایہ حبیب بنک میں بطور امانت محفوظ رہیگا۔ حسب ذیل پتہ پر کارکن حضرات اپنے نام اور اپنی رقوم اس پتہ پر ارسال فرمائیں۔

سید سرور شاہ گیلانی۔ ایڈیٹر الجماعت۔ کراچی ۳

(انٹرنیشنل پریس کراچی)